گمراہ سے نکاح جائز نہیں

تحریر

طارق انور مصباحی

ناشر: اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی (توپسیا: کلکتہ)

(وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا)
(سورہ حشر: آیت ۷)

گمراہ سے نکاح ناجائز ہونے کا بیان

گمراہ سے نکاح جائز نہیں

تحریر
طارق انور مصباحی

ناشر
اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی (توپسیا: کلکتہ)

نام رسالہ: گمراہ سے نکاح جائز نہیں

تحریر: طارق انور مصباحی

اشاعت: شوال المکرّم ۱۴۴۵ھ

اپریل ۲۰۲۴ء

صفحات: بارہ (۱۲)

ناشر: اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی

(توپسیا: کلکتہ)

فہرست مضامین

گمراہ سے نکاح جائز نہیں	4
جواز کے دو معانی کا بیان	4
کافر کلامی، کافر فقہی اور گمراہ محض سے نکاح کا حکم	7
کتابی مرد و عورت سے نکاح کا حکم	8
فقہی و عملی احکام میں فقہا کے قول پر عمل کا حکم	9
کیا گمراہ مسلمان ہے؟	11
شرعی اصطلاح میں مومن سے کون مراد؟	12

گمراہ سے نکاح جائز نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم::الحمد للہ رب العٰلمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ شفیع المذنبین::وآلہ واصحابہ اجمعین

مرتد (کافر کلامی) سے نکاح بالکل منعقد نہیں ہوگا، جیسے کسی مسلمان کا نکاح ہنود ومجوس سے منعقد نہیں ہوتا ہے۔گمراہ (غیر کافر کلامی) سے نکاح ناجائز وحرام ہے۔

اگر کسی معتمد سنی عالم کی تحریر میں ہو کہ گمرہوں سے نکاح جائز ہے تو وہاں جواز کا مشہور معنی مراد نہیں ہوتا ہے۔جواز کا مشہور معنی حلت ہے،یعنی نکاح کا صحیح ہونا اور گناہ نہ ہونا۔

جواز کے دو معانی کا بیان

جواز کے متعدد معانی ہیں۔جواز کا ایک معنی صحت مع الاثم ہے کہ وہ کام صحیح ہوگا،لیکن گناہ ہوگا۔جواز کا ایک معنی ہے حلت،یعنی وہ کام حلال ہے،حرام یا گناہ نہیں۔

جواز کے دیگر معانی بھی ہیں جو حاشیہ: فتاویٰ رضویہ (جلد 11:ص386-388-جامعہ نظامیہ لاہور) میں مرقوم ہیں۔جواز کے مذکورہ دونوں معانی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) جب کہا جائے کہ گمرہوں سے نکاح جائز ہے تو یہاں صحت مع الاثم مراد ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائے گا،لیکن اس نکاح کے سبب گناہ ہوگا۔

(2) جب کہا جائے کہ گمرہوں سے نکاح جائز نہیں تو اس کا مفہوم ہے کہ وہ نکاح حلال نہیں، بلکہ حرام وناجائز ہے۔نکاح کے سبب گناہ ہوگا،گرچہ نکاح منعقد ہو جائے۔

امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے رقم فرمایا:''عرف فقہ میں جواز دو معنی پر مستعمل۔ایک بمعنی صحت اور عقود میں یہی زیادہ متعارف۔یہ عقد جائز ہے،یعنی صحیح مثمر ثمرات مثل افادہ ملک متعہ یا ملک یمین یا ملک منافع ہے،اگرچہ ممنوع وگناہ ہو،جیسے بیع وقت اذان جمعہ۔ دوسرے بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ مروج۔یہ کام جائز ہے،یعنی حلال ہے،

حرام نہیں، گناہ نہیں، ممانعت شرعیہ نہیں۔

بحرالرائق کتاب الطہارۃ، بیان میاہ میں ہے: **(المشائخ تارۃ یطلقون الجواز بمعنی الحل–وتارۃ بمعنی الصحۃ–وھی لازمۃ للاول من غیر عکس–والغالب ارادۃ الاول فی الافعال والثانی فی العقود)**

(مشائخ لفظ ''جواز'' کو کبھی حلال ہونے کے معنی میں اور کبھی صحیح ہونے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، جب کہ صحیح ہونا حلال ہونے کو لازم ہے، بغیر عکس کے۔ غالب طور پر افعال میں حلال ہونے اور عقود میں صحیح ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ت)

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ در میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

درمختار میں ہے: **(یجوز رفع الحدث بما ذکر–الخ)**

(مذکورہ چیز کے ساتھ حدث کو ختم کرنا جائز ہے: الخ۔ت) اسی پر ردالمحتار میں کہا:

(یجوز ای یصح وان لم یحل فی نحو الماء المغصوب وھو اولی من ارادۃ الحل وان کان الغالب ارادۃ الاول فی العقود و الثانی فی الافعال)

(یجوز یعنی یصح، اگرچہ حلال نہ ہو، مثلاً غصب شدہ پانی کے ساتھ اور یہی معنی یہاں بہتر ہے بجائے کہ حلال والا معنی مراد لیا جائے، اگرچہ صحیح غالب طور پر عقود میں اور حلال افعال میں استعمال ہوتا ہے۔ت)

درمختار کتاب الاشربہ میں ہے: **(صح بیع غیر الخمر ما مر–ومفادہ صحۃ بیع الحشیشۃ والافیون–قلت: وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشۃ ھل یجوز فکتب لایجوز فیحمل علٰی ان مرادہ بعدم الجواز عدم الحل)**

(مذکورہ چیزوں میں سے غیر خمر کی بیع صحیح ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ حشیش اور افیون کی بیع صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن نجیم سے حشیش کی بیع کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ جائز ہے تو انھوں نے جواب میں لکھا: لایجوز۔ ان کا مقصد عدم جواز سے عدم حل ہے۔ت)

بالجملہ جواز کے یہ دونوں اطلاق شائع وذائع ہیں اوران کے سوا اور اطلاقات بھی ہیں جن کی تفصیل سے یہاں بحث نہیں۔

اب اس صورت خاصہ میں جواز بمعنی صحت ضرور ہے، یعنی نکاح کر دیں تو ہو جائے گا اور حل بمعنی عدم حرمت وطی بھی حاصل، یعنی اس میں جماع زنا نہ ہوگا، وطی حرام نہ کہلائے گا۔

وذلک کقوله عز وجل:(و احل لکم ما وراء ذلکم)مع ان فیهن من یکره نکاحهن تحریمًا کالکتابیة کما سیأتی فعلم ان الحل بهذا المعنی لا ینافی الاثم فی الاقدام علی فعل النکاح فافهم واحفظ کیلا تزل واللّٰه الموفق۔

(اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں محرمات کے سوا۔حالاں کہ غیر محرمات میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جن سے نکاح مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ کتابیہ عورت کے بارے میں آئندہ بیان ہوگا تو معلوم ہوا کہ اس معنی میں حلال، نکاح کرنے کے اقدام پر گناہ کے منافی نہیں ہے،اس کو سمجھو،اور یاد رکھو،تا کہ غلط فہمی نہ ہو، اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ت)

عبارات درمختار وغیرہ:**(تجوز مناکحة المعتزلة لانا لا نکفر احدا من اهل القبلة وان وقع الزاما لهم فی المباحث)**

(معتزلہ سے نکاح جائز ہے۔ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے،اگر چہ بحث کے طور پر ان پر کفر کا الزام ثابت ہے۔ت) کے یہی معنی ہیں۔

پرُ ظاہر کہ نکاح عقد ہے اور ابھی بحرالرائق وطحطاوی وردالمحتار سے گزرا کہ عقود میں غالب وشائع جواز بمعنی صحت ہے،مگر وہ عدم جواز بمعنی ممانعت واثم کے منافی نہیں۔

فتح القدیر وغنیۃ وبحرالرائق وغیرہا میں ہے:**(یراد بعدم الجواز عدم الحل– ای عدم حل ان یفعل،وهو لاینافی الصحة)**

(عدم جواز سے عدم حل مراد لیا جاتا ہے،یعنی اس کا کرنا حلال نہیں اور یہ صحیح کے منافی

نہیں۔ت)

رہا جواز فعل بمعنی عدم ممانعت شرعیہ، یعنی بد مذہبوں سے سنیہ عورت کا نکاح کر دینا روا ومباح ہو جس میں کچھ گناہ ومخالفت احکام شرع نہ ہو، یہ ہرگز نہیں۔

ارشاد مشائخ کرام: (**المناكحة بين اهل السنة واهل الاعتزال لا تجوز**) کے یہی معنی ہیں، یعنی سنیوں اور معتزلیوں میں مناکحت مباح نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد یازدہم: ص385-389-جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم: ص263-264-نوری دارالاشاعت بریلی شریف)

منقولہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ لفظ جواز کے متعدد معانی ہیں۔ بعض مقام پر جواز سے حلت مراد ہوتی ہے کہ یہ فعل حلال ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں۔

بعض جگہ جواز سے صحت مع الاثم مراد ہوتی ہے کہ فعل صحیح ہوگا، لیکن گناہ ہوگا۔ وہاں کوئی ایسا امر موجود ہے جو گناہ کا سبب ہوتا ہے۔ احادیث مقدسہ میں گمرہوں کے ساتھ نشست وبرخاست، میل جول، خورد ونوش، شادی بیاہ، ان کی عیادت وتیمارداری ودیگر امور کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جب یہ امور گمرہوں کے ساتھ انجام دیئے جائیں گے تو گناہ ہوگا۔

ان امور کی تفصیل اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ''فتاوی الحرمین'' میں رقم فرمادی ہے۔ مرتدین کے احکام گمرہوں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

کافر کلامی، کافر فقہی اور گمراہ محض سے نکاح کا حکم

رسالہ: ''ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار'' میں نکاح کے جو احکام بیان کیے گئے ہیں، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر کلامی سے نکاح باطل ہے اور نکاح کے بعد قربت زنائے خالص ہے، جیسے مجوس وہنود سے نکاح باطل ہے اور بعد نکاح بھی قربت زنائے خالص ہے جیسے قبل نکاح قربت زنائے خالص ہے، کیوں کہ نکاح منعقد نہیں ہوا، پس اس کا اعتبار نہیں۔

کافرفقہی سے نکاح سخت ناجائز وحرام اور سخت گناہ ہے۔چوں کہ فقہا اس کو کافر کہتے ہیں،پس ان کے اصول کے مطابق کافرفقہی سے نکاح بھی باطل اور بعدنکاح قربت زنائے خالص ہونا چاہیے۔امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے غیرمقلدین کی قسم سوم کے بیان میں (رسالہ:ازالۃ العار: فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم :ص 261 -نوری دارالاشاعت: بریلی شریف) تفصیل رقم فرمائی ہے۔گمراہ محض جو کافر کلامی یا کافرفقہی نہ ہوتو اس سے نکاح سخت ناجائز اور گناہ کا کام ہے۔کفائت کے مسئلہ کے سبب متعدد صورتوں میں مسلمہ عورت کا نکاح گمراہ مرد سے باطل محض اور بعد نکاح قربت،زنائے خالص ہے۔(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم :ص 262 -نوری دارالاشاعت: بریلی شریف)لہٰذا ہر صورت کومحض عدم جواز پرمحمول نہیں کیا جاسکتا ہے، بلکہ بعض صورتوں میں گمراہ مرد سے مسلمہ عورت کا نکاح باطل بھی ہے۔

کتابی مردوعورت سے نکاح کا حکم

مسلمہ عورت کا نکاح کتابی مرد سے باطل،اور بعدنکاح قربت زنائے خالص ہے۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم :ص262 -نوری دارالاشاعت: بریلی شریف)

مسلم مرد کا نکاح کتابیہ ذمیہ عورت سے مکروہ اور کتابیہ حربیہ عورت سے نکاح ناجائز ہے۔ان امور کی تفصیل امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے رسالہ:ازالۃ العار میں ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا:''کتابیہ سے نکاح کا جواز بمعنی عدم ممانعت وعدم گناہ صرف کتابیہ ذمیہ میں ہے جو مطیع الاسلام ہوکر دارالاسلام میں مسلمانوں کے زیرحکومت رہتی ہو۔وہ بھی خالی از کراہت نہیں، بلکہ بے ضرورت مکروہ ہے۔فتح القدیر وغیرہ میں فرمایا:

(الاولٰی ان لا یفعل،ولا یأکل ذبیحتھم الا للضرورۃ)

مگر کتابیہ حربیہ سے نکاح بمعنی مذکور جائز نہیں، بلکہ عند التحقیق ممنوع وگناہ ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم :ص270 -نوری دارالاشاعت: بریلی شریف)

بدمذہبوں سے نکاح کے بارے میں تفصیلی احکام رسالہ: ازالۃ العار میں مرقوم ہیں۔

فقہی وعملی احکام میں فقہاکے قول پرعمل کا حکم

عملی وفقہی احکام میں فقہائے کرام کے قول پرعمل کیا جائے گا۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے کافرفقہی سے نکاح کے بارے میں فرمایا:

''دنیا کے پردے پرکوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پرفقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو، اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں، مگر ایک مسئلہ فقہی، تو یہاں حکم فقہا یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں۔ خواہ مرد وہابی ہو، یا عورت وہابیہ اور مرد سنی۔

ہاں، یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے، اسے کافر نہیں کہتے ،مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے۔

دربارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے ،مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی، یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے تو یہاں احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔

للہ انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں۔ تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔

یہ کون سی شرع کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔ انصاف کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منقح ہولیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے، نہ احتمالات غیر واقعیہ کا۔ بل صرحوا ان احکام الفقۃ تجری علی الغالب من دون نظر الی

<u>النادر</u> ۔(بلکہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ فقہی احکام کا مدار غالب امور بنتے ہیں، نادر امور پیش نظر نہیں ہوتے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد یازدہم: رسالہ ازالۃ العار:ص 381-382 - جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا عبارت سے کفار فقہی سے نکاح کا حکم معلوم ہو گیا۔ فقہی اصول کے مطابق کفار فقہی کی اقتدا میں نماز بھی باطل محض ہے اور فقہا کے اصول کے مطابق کافر فقہی کا ذبیحہ حرام ہونا چاہئے ، کیوں کہ کافر فقہی بھی فقہائے کرام کے یہاں کافر ہے۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ’’غیر مقلدین وہابیہ پر بوجوہ کثیرہ الزام کفر ہے۔ان میں جو منکر ضروریات دین ہیں، وہ تو بالاجماع کافر ہی ہیں، ورنہ فقہائے کرام ان پر حکم کفر فرماتے ہیں اور ذبیحہ کا حلال ہونا، نہ ہونا حکم فقہی ہے، خصوصاً وہی احتیاط کہ مانع تکفیر ہو، یہاں ان کے ذبیحہ کے کھانے سے منع کرتی ہے کہ جمہور فقہائے کرام کے طور پر حرام ومردار کا کھانا ہوگا، لہٰذا احتراز لازم ہے: واللہ تعالیٰ اعلم‘‘۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد بستم :ص 249 - جامعہ نظامیہ لاہور)

(3) صحیح قول کے مطابق کافر فقہی کی اقتدا میں نماز پڑھنا بھی باطل ہے، یعنی فرضیت ادا نہیں ہوگی۔دوسرا قول یہ ہے کہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی، لیکن مسلمانوں کو صحیح قول پر عمل کا حکم دیا جائے گا، تاکہ ان کی نمازیں درست ہوسکیں اور فرض باقی نہ رہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ’’مبتدع کی بدعت اگر حد کفر کو پہنچی ہو، اگر چہ عندالفقہا یعنی منکر قطعیات ہو، گر چہ منکر ضروریات نہ ہو، تو صحیح یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے: کما فی فتح القدیر ومفتاح السعادۃ والغیاثیۃ وغیرہا: کہ وہی احتیاط جو متکلمین کو اس کی تکفیر سے باز رکھے گی، اس کے پیچھے نماز کے فساد کا حکم دے گی: **فان الصلاۃ اذا صحت من وجوہ وفسدت من وجہ حکم بفسادھا**: ورنہ مکروہ تحریمی‘‘۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد سوم :ص 273 - رضا اکیڈمی ممبئی)

کیا گمراہ مسلمان ہے؟

گمراہ ایک عام لفظ ہے۔ کافر کلامی، کافر فقہی اور گمراہ محض (غیر کافر کلامی وغیر کافر فقہی) تینوں پر گمراہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ برصغیر میں متکلمین کی اصطلاح مشہور ہے، یعنی جو بدعتی کافر کلامی نہ ہو، اس کو برصغیر میں گمراہ کہتے ہیں، لہٰذا بوقت ضرورت بیان احکام کے وقت تفصیل کرنی چاہئے کہ یہ کون سے گمراہ کا حکم ہے، گمراہ محض کا یا کافر فقہی کا۔

(1) گمراہ محض یعنی جو کافر فقہی وکافر کلامی نہ ہو، وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں، ہے بلکہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہوتا ہے۔

(2) فقہی اصول وقوانین کے اعتبار سے کافر فقہی دائرۂ اسلام سے خارج ہے، لیکن من کل الوجوہ اسلام سے خارج نہیں۔ اسلام سے اس کا ضعیف سا تعلق رہتا ہے۔

(3) کافر کلامی من کل الوجوہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کو مومن ماننے والا کافر ہے۔

فقہا کے یہاں کافر فقہی بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہے، لہٰذا فقہی اصول کے مطابق کافر فقہی سے نکاح بھی باطل اور بعد نکاح بھی قربت زنائے خالص کی منزل میں ہونا چاہئے، جیسا کہ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا۔ یہ حکم فقہی اصول وقوانین کے مطابق ہے، لیکن اصول متکلمین کے اعتبار سے کافر فقہی خارج از اسلام نہیں، لہٰذا کافر فقہی سے نکاح کے سخت ناجائز وحرام اور گناہ ہونے کا حکم دیا جاتا ہے، لیکن نماز کی اقتدا کے مسئلہ میں فساد نماز کا حکم ہے کہ کافر فقہی کی اقتدا میں نماز باطل ہے: واللہ تعالیٰ اعلم

گمراہ محض فقہا ومتکلمین میں سے کسی کے یہاں خارج از اسلام نہیں اور کافر فقہی متکلمین کے یہاں خارج از اسلام نہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں ان دونوں پر مومن کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ کافر فقہی اور گمراہ محض کا اسلام سے کچھ تعلق موجود ہوتا ہے، لیکن اعتقادی مفاسد کے سبب یہ دونوں جماعتیں مومن ومسلم سے ملقب ہونے کے لائق نہیں۔

شرعی اصطلاح میں مومن سے کون مراد؟

قرآن وحدیث میں مومن سے اہل سنت وجماعت یعنی صحیح العقیدہ مومن مراد ہے۔سنی مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔دیابنہ،قادیانیہ ودیگر ضالین ومرتدین ہمارے بھائی نہیں۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''فائدہ جلیلہ: محاورۂ قرآن وحدیث میں مومن ومسلم خاص اہل سنت کو کہتے ہیں۔زمانہ نزولِ قرآن عظیم وارشاد حدیث کریمہ میں صرف اہل سنت وجماعت ہی تھے،اس زمانے برکت نشان میں کسی بدمذہب ومبتدع کا ہونا محال تھا کہ بدمذہبی شبہ وتاویل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ فرماتھے۔اگر شبہ گزرتا،حضور کشف فرماتے،شبہ والا مانتا تو سنی ہوتا،نہ مانتا تو کافر ہوجاتا۔یہ بیچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی،ولہٰذا آیہ کریمہ (و یتبع غیر سبیل المؤمنین) سے جب علمانے حجیتِ اجماع پر استدلال کیا،تصریح فرمادی کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد اُمتِ اجابت ہیں۔مبتدعین امت اجابت نہیں،اُمت دعوت ہیں۔دیکھو توضیح وتلویح بحث اجماع وغیرہ۔

یہ فائدہ نفیسہ یادرکھنے کا ہے کہ:(انما المؤمنون اخوۃ)وغیرہا آیات واحادیث میں مومنین سے اہل سنت ہی مراد ہیں۔انھیں کے باہم اتفاق واتحاد کا حکم ہے۔ندوہ خذلہا اللہ تعالیٰ کی تعمیم اور تمام گمراہوں،بدمذہبوں سے اتحاد ووداد کی تعلیم،سب بے دینوں کی تکریم وتعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بددینی اور ضلالت ہے:والعیاذ باللہ تعالیٰ:۱۲منہ''۔

(فتاویٰ رضویہ:جلد ہم:ص453-454-جامعہ نظامیہ لاہور)

<u>وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ العظیم</u>

طارق انور مصباحی

07:شوال المکرّم 1445 مطابق 16:اپریل 2024=شب:چہارشنبہ

اعلیٰ حضرت ایجو کیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی

(ٹوپسیا: کلکتہ)